اسلام میں عورت کا مقام

(فرمودہ ۲۴- دسمبر ۱۹۲۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خان نعمت خان صاحب سب جج امرتسر کی لڑکی اقبال بیگم کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر اوصاف علی خاں صاحب سے پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

ان آیات میں نکاح کرنے والے مردوں اور عورتوں کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں لیکن نہایت ہی تعجب کی بات ہے کہ مسلمان جن کے نکاحوں کے موقع پر بہترین تدابیر اور زریں ارشاد اور روشن راہنمائیاں کی گئی ہیں وہ اس وقت نکاح کے بارے میں سب قوموں سے زیادہ خرابیاں پیدا کرنے والے ہیں۔ مرد عورت کے تعلقات جن مصلحتوں پر مبنی ہیں اور ان تعلقات میں جو اغراض اور مقاصد پوشیدہ ہیں انہیں وہ قومیں جن کو یہ زریں ہدایات نہیں دی گئیں جو مسلمانوں کو دی گئی ہیں اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر حاصل کر رہی ہیں مگر مسلمان جن کے لئے صاف اور کھلے الفاظ میں مرد و عورت کے تعلقات کی اغراض، ان کی ذمہ داریاں اور ان کی زندگی کے مقاصد بیان کئے گئے تھے ان کی حالت نہایت گری ہوئی ہے۔ عورتوں کی جو بری حالت مسلمانوں میں ہے میں سمجھتا ہوں دنیا کی اور کسی قوم میں نہیں ہوگی۔ مسلمان اپنے ملک کے دوسرے لوگوں کو ہی دیکھ لیں ہندو عورتوں کی حالت مسلمان عورتوں سے بہتر ہے۔ عیسائی عورتوں کی حالت مسلمان عورتوں سے بدرجہا بہتر ہے، وہ اس مقام پر پہنچی ہوئی ہیں کہ ان کو انسان کہا جاسکتا ہے۔ مگر مسلمان عورتوں کی حالت الا ماشاء اللہ اس سے بہتر نہیں کہ ان کا کثیر

حصہ کھانے پینے اور بچے پیدا کر کے پالنے سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

وہ قطعاً اس بات کو نہیں سمجھتیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ وہ صرف یہ سمجھتی ہیں کہ خاوندوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ حالانکہ یہ تھیوری بائیبل کی تھی جس میں لکھا ہے کہ خدا نے آدم کو اداس دیکھ کر حوا کو اس کی دلداری کے لئے پیدا کیا[1] یا پھر ہندوؤں کی یہ تھیوری ہے کہ عورتوں کو محض مردوں کے آرام اور ان کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے مگر یہ قومیں جن کی بنیاد ان باتوں پر تھی وہ تو ان کو ترک کر چکی ہیں اور ان میں احساس پیدا ہو گیا ہے کہ اگر عورتیں خدا کے قرب کے لئے نہیں تو اپنی قوم کی ترقی کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ چونکہ ان اقوام کے سب لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل نہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہتے کہ عورتیں خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہیں مگر یہ ضرور کہتے ہیں کہ دنیا کی ترقی میں ان کا ویسا ہی حصہ ہے جیسا مردوں کا ہے مگر مسلمانوں میں ابھی تک یہ احساس بھی پیدا نہیں ہوا۔ اور جب تک تمام کے تمام مسلمان عورتوں کی حالت کو بہتر بنانے کی طرف توجہ نہ کریں گے اس وقت تک کچھ کامیابی حاصل نہ ہو سکے گی۔ کتابیں لکھنے سے یہ بات حاصل نہ ہوگی کتابوں سے لفظ تو سیکھے جاسکتے ہیں لیکن مغز نہیں سیکھا جاسکتا۔ مغز صحبت اور عمل سے حاصل ہوتا ہے جو عورتیں تعلیم پا جاتی ہیں وہ دوسری عورتوں کو اپنے میں جذب نہیں کر سکتیں۔ اس وجہ سے ان کے تعلیم پانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جب تک ایسا نہ ہو کہ ہر تعلیم یافتہ عورت دوسری عورتوں کو اپنی مائیں اور بہنیں سمجھے اور ان کی حالت درست کرنے کی کوشش کرے اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔

ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورتوں میں بیداری اور احساس پیدا کرنے کی کوشش کرے اور انہیں بتائے کہ ان کی زندگی صرف خاوندوں کے لئے نہیں بلکہ ان کی غرض یہ ہے کہ وہ اپنے خاوندوں سے مل کر خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار کی کوشش کریں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ باوجود بار بار اس طرف توجہ دلانے کے اس وقت تک بہت کم توجہ کی گئی ہے اور ابھی تک عورتوں کی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ اگرچہ ہماری جماعت کی عورتوں اور دوسری عورتوں کی حالت میں فرق ہے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ جس رفتار سے وہ ترقی کر رہی ہیں وہ بہت امید افزا ہے۔ ایک عورت کے متعلق کئی عورتوں اور مردوں کی طرف سے بار بار مجھے یہ بات پہنچی کہ وہ خود مضمون نہیں لکھتی مگر کوئی مرد لکھ کر دیتا ہے مگر اس خاتون

کا آج ہی میرے نام خط آیا ہے جس کی وہی طرز تحریر ہے جو اس کے مضامین کی ہے۔ وہی جوش، وہی اظہار مطلب کا طریق ہے۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے سامان ہیں کہ عورتیں ترقی کی طرف مائل ہو رہی ہیں اور یہ اسی ترقی کا نتیجہ ہے کہ اپنے آپ کو مذہب کا عمود سمجھنے لگ گئی ہیں اگر یہ رَو جاری رہی تو ہماری جماعت کی عورتیں بہت جلد ترقی کرلیں گی۔ مگر ضرورت یہ ہے کہ مردان کی مدد کریں۔ ہر باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو ترقی کرنے میں مدد دے۔ ہر خاوند کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کی ترقی کا انتظام کرے۔ ہر بھائی کا فرض ہے کہ اپنی بہن کو امداد دے۔ حتیٰ کہ ہر بیٹے کا فرض ہے کہ اپنی ماں کو اوپر اٹھائے اگر اس طرز پر ساری جماعت کے لوگ عورتوں کو امداد دینے لگ جائیں تو بہت جلد ترقی ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں ترقی کا گُر بتایا ہے بہت انسان جب کام کرنے لگتے ہیں تو باوجود اپنی طرف سے پوری کوشش کرنے کے پھر بھی وہ بعض اوقات اسے درست طور پر نہ کرسکنے میں مجبور ہوتے ہیں۔ اگر ہم سچے طور پر اس کے متعلق غور کریں اور مخلّی بالطبع ہو کر اس کے متعلق سوچیں تو صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ جیسے ایک مجسٹریٹ جو فریقین میں سے کسی سے تعلق نہیں رکھتا اس کا فیصلہ بسا اوقات صحیح ہوتا ہے۔ مسلمان قاضیوں میں سے ایک کے متعلق لکھا ہے کہ جب بادشاہ نے انہیں قاضی مقرر کیا تو ان کے دوست مبارک دینے آئے مگر انہوں نے دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون سا رونے کا مقام ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا مقام ہے کہ میرے پاس ایک مدعی آئے گا جو کہے گا مجھے فلاں سے یہ لینا ہے مگر مجھے معلوم نہیں ہوگا کہ اس نے لینا ہے یا نہیں۔ اسی طرح مدعا علیہ آئے گا اور کہے گا مجھے کچھ نہیں دینا۔ مجھے پتہ نہ ہوگا کہ اس نے کچھ دینا ہے یا نہیں باوجود اس کے میں ان کا فیصلہ کروں گا۔ نہ معلوم کس کا حق ماروں گا۔ یہ ان کا رنگ تھا مگر جیسا کہ تجربہ بتاتا ہے اکثر اوقات مجسٹریٹ صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ وجہ یہ کہ نہ اسے لینا ہوتا ہے نہ دینا۔ پس اگر ہم مخلّی بالطبع ہو کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات کوئی شخص جو اپنی مجبوری کا اظہار کرتا ہے وہ درست ہوتا اور کئی موقعوں پر فی الواقع مجبور ہوتا ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو کوئی نامناسب بات چھوڑنے کے لئے کہا جائے تو وہ کہتا ہے کہ کیا کروں چھٹتی نہیں اسی طرح ایک شخص کسی بات کو خود چھوڑنا چاہتا ہے لیکن جب موقع آتا ہے تو وہ کر گزرتا ہے۔ کئی جرائم ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ارتکاب سے بچنا انسان کے اختیار میں

نہیں رہتا۔

پس اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن میں انسان کا اختیار ہوتا ہے اور ایک وہ جن میں کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ قرآن کریم کے سوا دنیا کی کسی اور مذہبی کتاب نے یہ فرق بیان نہیں کیا۔ میں انعام دے سکتا ہوں کہ اگر کوئی الہامی کتاب سے یہ فرق دکھائے کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں ایک اختیاری اور دوسرے غیر اختیاری۔ اور وہ اعمال جو اختیاری نظر آتے ہیں ان میں بھی ایک حصہ بے اختیاری ہوتا ہے۔ نکاح کے موقع پر جو ایک آیت پڑھی جاتی ہے اس میں اس کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ [۲] اے مومنو! سچی اور پکی بات کہہ دیا کرو جو دل میں ہو وہ کہہ دیا کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست کردے گا۔

سچ بات کہنا خود ایک عمل ہے۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس سے تمہارے اعمال درست کردیئے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ بعض اعمال ایسے ہیں جن کو تم درست نہیں کرسکتے وہ اعمال ایسے ہیں جو تمہارے اختیار میں نہیں ہیں اور تم معذور ہو۔ پھر تمہیں کیا کرنا چاہئے یہ کہ جو اعمال تمہارے اختیار میں ہیں وہ کرلو اور جو بے اختیاری والے ہیں ان کو ہم کردیں گے۔

کئی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آکر کہتے ہیں ہمیں نماز میں لذت نہیں آتی ہم کیا کریں۔ آپ فرماتے تم نماز پڑھ لیا کرو۔ نماز پڑھنا تو تمہارے اختیار کی بات ہے تمہارے حصہ میں جو کام ہے اسے تم کرلو خدا اپنے حصہ کا کام آپ کرلے گا۔ تو فرمایا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔ تمہارے کام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو تم کرسکتے ہو اور دوسرے وہ جو تم نہیں کرسکتے۔ مثلاً خیالات کا انتشار یا ایسے اعمال جن کی انسان کو عادت پڑ جائے۔ تو فرمایا تم ایک حصہ کی جو تمہارے اختیار میں ہے درستی کرلو دوسرے حصہ کی جو تمہارے اختیار میں نہیں ہے ہم خود اصلاح کردیں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے دو قسم کے اعمال تسلیم کئے ہیں اور پھر یہ گُر بتایا ہے کہ جو اعمال کرسکتے ہو کرلو اور جو نہیں کرسکتے ان کے متعلق آسمان سے ایسی طاقتیں نازل ہوں گی کہ وہ درست ہو جائیں گے۔

نکاح میں بیسیوں باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں انسان دیکھ کر درست کرسکتا ہے مگر بعض ایسی

ہوتی ہیں جو انسان کے اختیار میں نہیں ہوتیں اور ان کی وجہ سے برا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ عام طور پر ظاہری شکل و شباہت دیکھی جاسکتی ہے اور اس کی رسول کریم ﷺ نے اجازت بھی دی ہے۔ اسی طرح انسانی عادات بھی عورتوں کے ذریعہ معلوم کرسکتا ہے مگر باوجود اس کے کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ بسا اوقات میرے پاس مقدمے آتے ہیں اور جب میں پوچھتا ہوں کہ نااتفاقی کی کیا وجہ ہے تو کہتے ہیں پتہ نہیں کیا وجہ ہے مگر دل نہیں چاہتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جذبات اور خیالات کے باریک احساسات کا بھی تعلق ہوتا ہے جنہیں انسان محسوس تو کرسکتا ہے مگر ان کو بیان نہیں کرسکتا۔ یہ احساسات تعلقات پر اثر ڈالتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تم نکاح کرتے وقت کھلے طور پر باتیں کرلو۔ تمہاری باتوں میں کوئی پیچیدگی نہ ہو۔ کوئی لپٹ نہ رکھو۔ کوئی بدلہ لینے کے لئے یا ناجائز فوائد کے لئے نکاح کا ارادہ نہ ہو۔ بلکہ تقویٰ مدنظر ہو۔ خدا کی رضا کے لئے نکاح کا ارادہ ہو۔ پھر جو باتیں تمہارے اختیار میں نہ ہوں گی ان کو خدا درست کردے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں کہ جو لوگ تقویٰ کو مدنظر رکھ کر نکاح کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے لئے ایسے سامان کردیتا ہے کہ ان میں باوجود بعض نقائص کے ایسی محبت ہوتی ہے کہ لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کے نکاحوں کے متعلق جب ہم دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ ایک وقت میں آپ کی ۹ نو بیویاں تھیں ادھر ساری دنیا کا بوجھ آپ کے کندھوں پر تھا اور آپ کو ایک لحہ کے لئے بھی فرصت نہ ملتی تھی مگر آپ کی شادیاں چونکہ تقویٰ کے لئے تھیں اس لئے ایمان اور اخلاص کے لحاظ سے نہیں جو بحیثیت نبی رسول کریم ﷺ آپ کے ساتھ آپ کی بیویوں کو تھا بلکہ بشری محبت کے لحاظ سے بھی رسول کریم ﷺ سے ان کو بے حد محبت تھی۔ ذرا غور تو کرو وہ کیا چیز تھی جس نے رسول کریم ﷺ کی اس قدر محبت آپ کی بیویوں کے دلوں میں پیدا کردی تھی۔ یہ خدا تعالیٰ کا تقویٰ ہی تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی بارہ تیرہ سال کی عمر میں ہوئی تھی اور اکیس بائیس سال کی عمر میں بیوہ ہوگئیں۔ اس صورت میں دنیوی لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی زندگی بے مقصد و بے مدعا رہی۔ مگر آپ کے مذہبی اخلاص کو جانے دیں تو میاں بیوی کے لحاظ سے جو اخلاص نظر آتا ہے وہ بھی بے نظیر ہے۔ ایک عورت بیان کرتی ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت

عائشہؓ کے پاس گئی تو وہ کھانا کھا رہی تھیں اور ساتھ ہی روتی جاتی تھیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے تو انہوں نے کہا مجھے ایسے اچھے آٹے کی روٹی دیکھ کر یہ خیال آرہا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں چکی اچھی طرح کی نہ ہوتی تھی اور آٹا موٹا بنتا تھا۔[3] اس وقت اگر رسول کریم ﷺ ہوتے تو میں اس آٹے کی روٹی پکا کر ان کو کھلاتی۔

عام طور پر عورتیں خاوندوں کی وفات پر اس قسم کے خیالات پر روتی ہیں کہ فلاں نے یہ دکھ دیا ہے اگر خاوند زندہ ہوتا تو یہ دکھ نہ پہنچتا۔ یا کھانے پینے کی تکلیف ہوتی ہے خاوند ہوتا تو نہ ہوتی۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوشی کے وقت روتی ہیں ان لئے نہیں کہ رسول کریم ﷺ اگر ہوتے تو کھانے پینے کی چیزیں لاکر دیتے یا کپڑے بنوا کر لاتے۔ بلکہ اس لئے کہ یہ آرام جو مجھے پہنچ رہا ہے یہ مجھ اکیلی کو حاصل نہ ہوتا بلکہ آپ کو بھی پہنچتا۔ اس طرح وہ کھانا جو لطف و سرور کا باعث ہو سکتا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دکھ اور تکلیف کا موجب ہوتا۔ کیونکہ اس میں ان کا محبوب شامل نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ جب قلوب پر تصرف کرتا ہے تو یہی حالت ہوتی ہے۔ پس تقویٰ کو مدنظر رکھ کر شادی کرنی چاہئے۔ جب ایسا کیا جائے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان مخفی نقائص کو جن تک انسان کی نگاہ نہیں پہنچ سکتی یا جن کی اصلاح اس کے اختیار سے باہر ہوتی ہے خیر میں بدل دیتا ہے۔

اس وقت میں خان نعمت خاں صاحب سب جج امرتسر کی لڑکی اقبال بیگم کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر اوصاف علی خان صاحب سے پڑھے جانے کا اعلان کرتا ہوں۔

(اخبار الفضل ۱۷۔ جنوری ۱۹۲۸ء صفحہ ۶، ۷)

[1] "اور خداوند نے کہا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں میں اس کے لئے ایک مددگار اس کی مانند بناؤں گا"۔
(پیدائش باب ۲ آیت ۱۸ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء)

[2] الاحزاب : ۷۱، ۷۲۔

[3] ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء فی معیشة النبی ﷺ واھلہ